خیرالکلام فی کشف أوهام الأعلام

(۱۱)

از: مولانامفتی عمرفاروق لوہاروی
شیخ الحدیث دارالعلوم، لندن

غزوة (سرية) الرجیع نہ کہ غزوة (سرية) بئر معونہ

❁ حضرت زید بن الدَّثِنَّہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) ''الإصابة فی تمییز الصحابة'' میں فرماتے ہیں:

و کان فی غزوةِ بئرِ معونةَ، فَأَسَرَهُ الْمُشْرِکون، وقَتَلَتْهُ قریشٌ بِالتَّنْعِیم. (الإصابة، ص:٥٦٦، ج:١، دارالفکر: بیروت)

''آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ بئرِ معونہ میں شریک تھے، پس مشرکین نے آپ کو قیدی بنایا اور قریش نے آپ کو مقامِ تنعیم میں شہید کردیا''

بندہ کہتا ہے:

یہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ کا وہم ہے، کیوں کہ یہ غزوۂ (سریۂ) بئرمعونہ کا واقعہ نہیں ہے؛ بل کہ غزوۃ (سریۃ) الرجیع کا واقعہ ہے، جیسا کہ ''صحیح بخاری''، کتاب الجهاد، باب هل یستأسر الرجل الخ، ص: ٤٢٧، ٤٢٨، ج:١، کتاب المغازی، باب بلا ترجمة قبل باب شهود الملائکة بدرا، ص:٥٦٨، ج:٢ اور کتاب المغازی، باب غزوة الرجیع الخ، ص: ٥٨٥، ج:٢ وغیرہ کتبِ حدیث وسِیَر کی روایات سے واضح ہے۔

اور اہلِ سیر ومغازی کی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی دونوں غزوات: سرایا کو الگ الگ مانتے ہیں؛ چناں چہ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الرجیع ورعل وذکوان وبئر معونة وحدیث عضل والقارة وعاصم بن ثابت وخبیب وأصحابه کے ذیل میں فتح الباری میں ہے:

﴿تنبیه﴾: سیاق هذه الترجمة یوهم أن غزوة الرجیع وبئر معونة شيء واحد، ولیس کذلك کما أوضحته، فغزوة الرجیع کانت سریة عاصم وخبیب فی عشرة

أنفس وهی مع عضل والقارة، وبئر معونة کانت سریة القراء السبعین وهی مع رعل وذکوان. (فتح الباری، ص:۱٦٣، ج:۹، دارطیبة: الریاض)

رسول اللہ ﷺ عمر میں بڑے ہیں یا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ؟

❁ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات:۱۰۱۴ھ) ”مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح“ میں تحریر فرماتے ہیں:

وکان ﷺ أسنّ منه (أی من عمّه وأخیه من الرضاعة: حمزة بن عبدالمطلب رضی اللّٰه عنه). (مرقاة المفاتیح، کتاب النکاح، باب المحرمات، الفصل الأول، حدیث عليّ رضی اللّٰه عنه، ص:۲۲٤، ج:٦، إمدادیه: ملتان)

”اور رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے۔“

بندہ کہتا ہے:

رسول اللہ ﷺ کا اپنے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے ہونے کا قول وہم ہے؛ اس لیے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے عمر میں علیٰ اختلاف القولین دو یا چار سال بڑے تھے۔ علامہ عزالدین ابن الاثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ (۵۵۵-۶۳۰ھ) وغیرہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ ﷺ سے دو سال بڑے ہونے کے قول کو ”اصح“ قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) ”الاصابة فی تمییز الصحابه“ میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

ولد قبل النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم بسنتین وقیل: بأربع. (الاصابة، ص:۳۵۳، ۳۵٤، ج:۱، دارالفکر: بیروت)

علامہ عزالدین ابن الاثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ (۵۵۵-۶۳۰ھ) ”اسد الغابة فی معرفة الصحابة“ میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

وکان حمزة رضی اللّٰه عنه وأرضاه أسنّ من رسول اللّٰه ﷺ بسنتین، وقیل: بأربع سنین، والأول أصح. (اسد الغابة، ص:٦٧، ج:۲، العلمیة: بیروت)

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (اصح قول کے مطابق ۳٦۸-۴٦۳ھ) ”الاستیعاب فی معرفة الأصحاب“ میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

کان أسنّ من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم بأربع سنین، و هذا لایصح

عندی؛ لأن الحدیث الثابت أن حمزة و عبد اللّٰہ بن عبدالأسد أرضعتھما ثویبة مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله و سلم إلا أن تکون أرضعتھما فی زمانین.

وذکر البکائی عن ابن إسحاق قال: کان حمزة أسنّ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آہ و سلم بسنتین. (الاستیعاب، ص:۴۲۳، ۴۲۴، ج:۱، العلمیة: بیروت)

"مرقاۃ المفاتیح" کی عبارت میں صیغۂ صلاۃ وسلام: صلی اللہ علیہ وسلم، "کَانَ" کی ضمیر مرفوع متصل کے بعد ہونے کی بجائے "مِنْهُ" کی ضمیر مجرور متصل کے بعد ہوتا، یعنی وَکَانَ أَسَنَّ مِنْهُ صلی اللّٰہ علیه وسلم ہوتا، تو کلام صحیح ہوتا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے عمر میں بڑے تھے۔

حضرت علی نہیں، حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کے حوالے کی تھی

۞ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (۱۳۰۵-۱۳۶۹ھ) فرماتے ہیں:

عربوں میں اَقوامِ یونان کی طرح دُخترکُشی کی بے ہودہ رسم، قدیم زمانے سے جاری تھی اور وہ اِس بے رحمی اور سفّاکی کے اِس درجہ خوگر ہو گئے تھے کہ اُن کے خیال میں یہ کوئی عیب بھی نہ رہا تھا۔ جس وقت قرآن نے دارِآخرت کا ہول ناک منظر اُن کے سامنے اِن الفاظ میں پیش کیا:

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ☆ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ [التکویر:۸،۹]

(اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی؟)

تو اُن کو اپنی اولاد سے گزر کر غیروں کی اولاد کے ساتھ ایسا رشتۂ محبت واُلفت پیدا ہو گیا کہ عُمرۃ القضا سے فارغ ہو کر، بہ وقت واپسی مدینہ طیبہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی پر تین صحابیوں کی نزاع قائم ہو گئی۔ حضرت علی، حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک اُس کا حقِ حضانت (پرورش) اپنے لیے ثابت کرتا تھا اور ایک جو دلیل پیش کرتا تھا، دوسرا اُس کو رَد کر دیتا تھا، یہاں تک کہ رسولِ اکرم ﷺ نے بہ قاعدۂ شرعی لڑکی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر کے، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو أشبھتَ خَلقی وخُلُقی اور حضرت زید کو أنت أخونا ومولانا فرما کر تسلی دی۔ (مقالاتِ عثمانی، ص:۲۴۲، ۲۴۳، دارالمؤلفین: دیو بند، طبع اوّل: ۱۴۱۳ھ)

بندہ کہتا ہے:

لڑکی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا تھا، اس نقل میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہٗ اللہ کو وہم ہوا ہے۔ درحقیقت اس لڑکی کی خالہ حضرت اسماء بنت عُمیس رضی اللہ عنہا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں؛ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے خالہ کو بہ منزلۂ امّ قرار دے کر لڑکی حضرت جعفر رضی اللہ

عنہ کے حوالے کی تھی، نہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔ "صحیح بخاری" میں ہے:

...... فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبِعَتْهُم ابْنَةُ حَمْزَةَ یَا عَمِّ یَا عَمِّ، فَتَنَاوَلَهَا عَلِیٌّ فَأَخَذَ بِیَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا (حمّلیها). فَاخْتَصَمَ فِیهَا عَلِیٌّ وَزَیْدٌ وَجَعْفَرٌ. فَقَالَ عَلِیٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِیَ بِنْتُ عَمِّی. وَقَالَ جَعْفَرٌ: بنتُ عَمِّی وَخَالَتُهَا تَحْتِی. وَقَالَ زَیْدٌ: بنتُ أَخِی. فَقَضَی بِهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ: الخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ. وَقَالَ لِعَلِیٍّ: أَنْتَ مِنِّی وَأَنَا مِنْكَ. وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: أَشْبَهْتَ خَلْقِی وَخُلُقِی. وَقَالَ لِزَیْدٍ: أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا. (صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب کیف یکتب الخ، ص:۳۷۲، ج:۱، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، ص:۶۱۰، ج:۲، قدیمی: کراچی)

"فتح الباری" میں ہے:

قوله: "فقضی بها النبی ﷺ لخالتها" فی حدیث ابن عباس المذکور (فی "شرف المصطفی" لابی سعید وفی "لإکلیل" للحاکم) فقال النبی ﷺ: جعفر أولیٰ بها. وفی حدیث علي عند أبی داود وأحمد أما الجاریة فلأقضی بها لجعفر. وفی روایة أبی سعید السکری: ادفعاها إلی جعفر فإنه أوسع منکم. وهذا سبب ثالث. (فتح الباری، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، ص:۵۷۸، ۵۷۹، ج:۷، دارالریان: القاهرة)

ملحوظہ:

دارالریان: القاہرۃ کی مطبوعہ (الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء) "فتح الباری" کے نسخہ میں کتاب الصلح کی روایت میں سقوط واقع ہوا ہے، جس کی وجہ سے کسی کو وہم ہوسکتا ہے، جو "مقالاتِ عثمانی" میں ہوا ہے؛ چناں چہ مذکورہ "فتح الباری" میں روایت اس طرح ہے:

.... فاختصم فیها عليٌّ وزیدٌ وجعفرٌ. فقال عليّ: أنا أحقُّ بها وهی ابنة عمّی وخالتُها تحتی. وقال زیدٌ: ابنة أخی. فقضٰی بها النبيُّ ﷺ لخالتها وقال: الخالة بمنزلة الأمّ... (فتح الباری، ص:۳۵۸، ج:۵، دارالریان: القاهرة)

یہاں وهی ابنة عمّی کے بعد وقال جعفرٌ: ابنة عمّی ساقط ہوگیا ہے۔

❁ ❁ ❁